السعید المجتبیٰ السعیدی السلفی

ھلال خیر و رشد

(قسط دوم)

مسنہ اور جذعہ

مسنّہ: وہ جانور جس کے دودھ کے دانت ٹوٹ کر سامنے کے دو دانت اُگ آئے ہوں۔ ہماری زبان میں اسے دو دانتا کہا جاتا ہے۔

جذعہ: جانور کے مسنّہ ہونے سے پہلے اسے جذعہ کہا جاتا ہے۔ اہل لغت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بھیڑ اور بکری کا جذعہ وہ ہوتا ہے جو ایک سال کا ہو کر دوسرے سال میں جا رہا ہو۔

۱۔ دیکھیے فقہ اللغۃ وسر العربیہ ص ۹۶ طبع مصر کلی من اولاد الضان والمعز فی السنۃ الثانیۃ جذع یعنی بھیڑ بکری کا بچہ جو دوسرے سال میں ہو جذعہ کہلاتا ہے۔

۲۔ لغت عربی کے امام علامہ محمد اسماعیل بن حماد جوہری اپنی تصنیف الصحاح ص ۳۰۴ پر لکھتے ہیں:

جذع قبل الثنی ایضاً تقول منہ لولد الشاۃ فی السنۃ الثانیۃ ولولد البقرۃ والحافر فی السنۃ الثالثۃ وللابل فی السنۃ الخامسۃ وقیل فی ولد النعجۃ ان یجذع فی ستۃ اشہر او تسعۃ اشہر۔

ترجمہ: مسنّہ ہونے سے پہلے جانور کو جذعہ کہا جاتا ہے۔ بکری کا بچہ دوسرے سال میں، گائے اور گھوڑے کا تیسرے سال میں اور اونٹ کا بچہ پانچویں سال میں جذعہ ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ بھیڑ کا بچہ چھ ماہ یا نو ماہ میں جذعہ ہو جاتا ہے۔

تنبیہ: یہ آخری قول کہ بھیڑ کا بچہ چھ ماہ میں یا ۹ ماہ میں جذعہ ہو جاتا ہے شاذ ضعیف قول ہے خود مصنف کا اس قول کو قیل کے مجہول صیغہ سے بیان کرنا اس پر صاف طور پر دال ہے۔

۳۔ الجذع: بکری جو دوسرے سال میں ہو، گھوڑا جو تیسرے سال میں ہو، اونٹ جو پانچویں سال میں ہو۔ (معجم الاعظمی ص ۱۹۱)

۴۔ **جذع :** یعنی گوسپند و گاؤ بسال دوم آمدہ و اسپ بسال سوم و شتر بسال پنجم (منتہی الارب ج۱ ص۱۹۱)

اس عبارت کا مفہوم بھی یہی ہے کہ جذع بھیڑ اور گائے کے اس بچے کو کہتے ہیں جو دوسرے سال میں ہو ، گھوڑا جو تیسرے سال میں ہو اور اونٹ جو پانچویں سال میں ہو جذعہ کہلاتا ہے ۔

مندرجہ بالا لغت کی چار عظیم اور معتبر کتابوں سے ثابت ہو گیا کہ اہل عرب کے نزدیک متفقہ طور پر بھیڑ اور بکری کا جذعہ وہ ہوتا ہے جو دوسرے سال میں ہو ۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا فیصلہ

علامہ موصوف سنن ابن ماجہ کے حاشیہ موسومہ انجاح الحاجہ[1] کے ص ۲۲۷ پر رقم طراز ہیں ۔

والجذع من الضان ما لہ سنۃ تامۃ وھو الاشھر عن اھل اللغۃ وغیرھم ۔

ترجمہ : بھیڑ کا جذعہ وہ ہوتا ہے جو ایک سال کا پورا ہو ۔ یہی بات اہل لغت اور دوسرے لوگوں سے مشہور ہے ۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا فیصلہ

الجذع من الضان ما اکمل سنۃ ودخل فی الثانیۃ وھو الاصح عند الشافعیۃ وھو الاشھر عن اھل اللغۃ (فتح الباری پ ۲۳ ص ۳۲۹)

(مفہوم وہی ہے جو پہلے گزر چکا ہے)

اس کے علاوہ بھی بہت سے ائمہ کا فیصلہ ہے کہ بھیڑ بکری کا جذعہ وہ ہوتا ہے جو دوسرے سال میں ہو ۔ حافظ صاحب نے تو اسے وھو قول الجمھور کہہ کر جمہور علماء کا قول راجح قرار دیا ہے ۔

(ف) حدیث مذکور لا تذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان میں جذعہ کے ساتھ من الضان کی قید بتلا رہی ہے کہ مجبوری کے وقت بھی بھیڑ کے جذعہ کے علاوہ بکری گائے اور اونٹ کا جذعہ قربانی نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ وہ مسنہ (دو دانتا) نہ ہو ۔

قربانی کے جانور میں شرکت

ایک خاندان کی طرف سے ، ایک بکری یا بھیڑ کی قربانی کافی ہے ، حضرت ابو ایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ عہد نبوی میں ایک شخص اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری دیا

[1] انجاح الحاجہ حضرت شیخ عبد الغنی مجددی دہلوی کی ہے سیوطی کے حاشیہ کا [illegible] ہے ۔ جذعہ کے متعلق یہ سارا [illegible] علامہ کے اقتباس سے [illegible] نصف عمر کا ہونا [illegible] (مرتب)

کرتا تھا (ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۴۸)

البتہ گائے اور اونٹ میں سات حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال نحرنا بالحدیبیۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم البدنۃ عن سبعۃ والبقرۃ عن سبعۃ (اخرجہ الخمسۃ) (ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۳۲ - ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۰۸)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے مقام پر ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ اور گائے سات سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کیے۔

(نوٹ) بعض روایات میں گائے میں سات اور اونٹ میں دس حصوں کا ذکر بھی ملتا ہے[1]۔

اہل کی طرف سے علیحدہ قربانی

صاحب استطاعت مسلمان اگر چاہے تو اپنی قربانی کے علاوہ اپنے اہل کی طرف سے مزید علیحدہ قربانی دے سکتا ہے۔ بخاری شریف (ج ۱ ص ۲۳۱) میں ہے۔

قالت (عائشۃ) فدخل علینا یوم النحر بلحم بقر فقلت ما ھذا؟ قال نحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ازواجہ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک آدمی گائے کا گوشت لے کر آیا، ہم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل کی طرف سے علیحدہ قربانی دی ہے[2]۔

(ف) اس واقعہ سے جہاں علیحدہ قربانی کا ثبوت ملتا ہے وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے گھر والیوں کے ساتھ کس قدر محبت تھی کہ ان کے کہے بغیر ان کی طرف سے قربانی دی حالانکہ صرف ایک قربانی آپ کی طرف سے اور تمام اہل خانہ کی طرف سے کافی تھی۔

میت کی طرف سے قربانی

میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز اور درست ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض کو وصیت کی تھی کہ میرے بعد میری طرف سے قربانی کیا کرنا۔ چنانچہ حضرت علی رض دو جانور قربانی کرتے ایک

[1] وھذا ھو الصحیح ۱۲ زبیدی [2] تطوعاً، ورنہ ایک بھی سارے گھر کی طرف سے کافی ہو سکتی ہے۔ ۱۲ زبیدی

اپنی طرف سے اور دوسرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے (ترمذی۔ ابو داؤد حدیث نمبر ۲۷۹۰)

قربانی کا وقت

قربانی کا وقت نماز عید کے بعد ہے۔ نماز سے قبل کی گئی قربانی کا کوئی ثواب نہیں[1] اور نہ ہی وہ قربانی شمار ہوگی۔ حضرت علیہ السلام کا مبارک فرمان ہے۔

من ذبح قبل الصلوٰۃ فلیذبح مکانہا اخری۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ ص۱۲۶)

ترجمہ: جس نے نماز سے پہلے قربانی کی وہ اس کی بجائے دوسری قربانی دے۔ زمانہ نبوت میں بھی ایک بار ایسا واقعہ ہوا کہ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ جانور ذبح کیے جا چکے ہیں، آپ نے فرمایا جن لوگوں نے نماز سے پہلے جانور ذبح کیے ہیں وہ دوسرے جانور ذبح کریں۔ (مشکوٰۃ ص۱۲۸)

عن انس بن مالکؓ ان رجلا ذبح یوم النحر قبل الصلوٰۃ فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یعید۔ (ابن ماجہ حدیث ۳۱۵۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ عہد نبوی میں ایک شخص نے نماز سے قبل قربانی کی تو آپؐ نے اسے دوبارہ قربانی کا حکم دیا۔

قربانی کے دن

اس مسئلہ میں علماء کے چار یا پانچ مسلک ہیں۔

۱۔ اس بارے میں پہلا جمہور علماء کا مشہور مسلک چار دن کی قربانی کا ہے۔ ان کے نزدیک ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ ذوالحجہ کو قربانی کرنی جائز ہے۔

۲۔ دوسرا مسلک تین دن کی قربانی کا ہے وہ لوگ صرف ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲ کو قربانی کے جواز کے قائل ہیں۔

۳۔ تیسرا مسلک ایک دن کی قربانی کا ہے۔ یہ علماء صرف دس ذوالحجہ کو قربانی جائز کرتے ہیں۔

۴۔ چوتھا مسلک یہ ہے کہ ذوالحجہ کے سارے مہینے میں قربانی کی جا سکتی ہے۔ ماضی قریب کے علماء میں سے حضرت مولانا بشیر احمد سہسوانی[2] اسی مسلک کے قائل تھے۔

---

[1] اس کا قربانی شمار نہ ہونا الگ بات ہے لیکن ثواب بھی ضائع ہو جائے! اس کے لیے الگ دلیل چاہیے! (من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ (سورۃ زلزال) ۱۲ زبیدی۔
[2] وھو من تلامذۃ شیخ الکل السید نذیر حسین الدھلوی وشیخ شیخی المحدث احمد اللہ الدھلوی۔ ۱۲ زبیدی۔

(ف) تفصیل کے شائقین علامہ محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ضیاء السنہ کی جلد نمبر ۳ مجریہ ۱۳۲۳ھ کے ابتدائی شماروں کا مطالعہ کریں۔ وہاں ہر مسلک کے دلائل جمع کیے گئے ہیں اور خوب بحث ہوئی ہے۔

قربانی کرنے کا طریقہ

قربانی کرتے وقت ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ جانور کو کم سے کم تکلیف ہو۔ جلدی جلدی ذبح کرنا چاہیے اور چھری کو خوب تیز کر لینا چاہیے۔

عن شداد بن اوس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تبارک و تعالیٰ کتب الاحسان علی کل شیء فاذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ واذا ذبحتم فاحسنوا الذبح ولیحد احدکم شفرتہ ولیرح ذبیحتہ۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۳۵۷)

ترجمہ: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنے کا حکم دیا ہے جب تم (کسی دشمن کو) قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو (یعنی زیادہ دیر تک عذاب میں مبتلا نہ رکھو) اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو (یعنی جانور کو زیادہ دیر تک تکلیف میں مبتلا نہ رکھو) چھری تیز کر لو اور جانور کو آرام پہنچاؤ۔

قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا افضل ہے

عن انس بن مالک قال لقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذبح اضحیتہ بیدہ واضعاً قدمہ علی صفاحھا۔

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آں حضرتؐ کو دیکھا کہ جانور کے پہلو پر پاؤں رکھے ہوئے خود ذبح فرما رہے ہیں۔

(ف) معلوم ہوا کہ قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔ ویسے دوسرا آدمی بھی ذبح کر سکتا ہے اس صورت میں جس کی طرف سے قربانی دی جا رہی ہو اگر ممکن ہو تو وہ اس وقت وہاں حاضر رہے۔

عورتوں کے ذبیحہ کا حکم

ہمارے تمام نہاد مسلم معاشرہ میں عورتوں کے ذبیحہ کو ناجائز اور حرام تصور کیا جاتا ہے جو بالکل

جہالت کی بات ہونے کے علاوہ عقلاً، نقلاً، روایتاً اور درایتاً ہر طرح خلاف اسلام ہے حالانکہ احادیث صحیحہ سے واضح طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ذبیحہ کو جائز قرار دیا اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں جانا تھا۔ حدیث شریف ملاحظہ ہو۔

عن ابن کعب بن مالک عن ابیہ ان امرأۃ ذبحت شاۃ بحجر فذکر ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یر بہ بأسا۔ ابن ماجہ حدیث ۳۱۸۲ - باب ذبیحۃ المرأۃ)

ترجمہ: ایک عورت نے (تیز دھاری دار) پتھر سے بکری کو ذبح کر دیا۔ اس کے متعلق جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو آپ نے کوئی حرج نہ سمجھا۔

(ف) اس کے علاوہ اور بھی دلائل ہیں جن کو دیکھنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ عورتیں ذبح کر سکتی ہیں اور ان کا ذبیحہ بلا کراہت حلال ہے۔ نیز محدثین عظام نے ذبیحہ المرأۃ کے عنوان سے باب قائم کر کے دلیلیں بیان کر دی ہیں۔

دعاء

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کے روز ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھی تھی۔

انی وجہت وجھی للذی فطر السمٰوٰت والارض علی ملۃ ابراھیم حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین اللھم منک ولک عن محمد وامتہ بسم اللہ واللہ اکبر (مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

(ف) قربانی کرنے والا شخص اس دعا کے آخر میں عن محمد وامتہ کی بجائے اپنا نام لے اور اگر ذبح کرنے والا کسی اور کی طرف سے ذبح کر رہا ہو تو اس کا نام لے جس کی طرف سے قربانی کر رہا ہے۔

گوشت اور چمڑے کا مصرف

قربانی کا گوشت خود کھائیں اہل وعیال کے علاوہ مساکین، محتاج، ہمسائے، دوست احباب اور رشتہ داروں تک بھی پہنچانا چاہیے۔ قربانی کا گوشت اور چمڑا بیچنا جائز نہیں ہے۔ حضرت علیؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ اونٹ کا گوشت، چمڑا اور دوسرا متعلقہ سامان مسکینوں میں تقسیم کر دو۔

قربانی کا گوشت اور چمڑا فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی قصاب کو اجرت میں دیا جا سکتا ہے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال امرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اقوم علی البدن ولا اعطی منہا شیئا فی جزارتہا۔ (البخاری ص۲۳۲ ج۱)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے آپؐ کا حکم تھا کہ جانور کے اوپر کھڑا رہوں اور اس کی کوئی چیز بھی اجرت میں قصاب کو نہ دوں۔

(ف) اس سے معلوم ہو گیا کہ گوشت اور چمڑا فروخت کرنا یا قصاب کو اجرت میں دینا جائز نہیں ہے ہاں اگر مشک اور مصلی کی صورت میں یا کسی ضرورت کے لیے چمڑے کی ضرورت ہو تو اپنے استعمال میں بھی لایا جا سکتا ہے۔ نیز چمڑا فروخت کر کے رقم ضرورت مندوں تک پہنچا دی جائے تو یہ بھی جائز ہے[۱]

خلوصِ نیت

انسان جو بھی نیک کام کرے اس کے لیے نیت کا خالص ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ ہر عمل کا انحصار اور دارومدار نیت پر ہے۔

فرمان نبوی ہے: انما الاعمال بالنیات (البخاری)

اگر قربانی کرنے والے کی نیت صاف ہو گی اور وہ محض رضائے خدا کی خاطر قربانی کر رہا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے وہ ثواب عطا کریں گے جس کا وعدہ لسانِ نبوت سے کیا گیا ہے۔

مقصودِ قربانی

عید کے روز تمام بلادِ اسلامیہ میں امتِ مسلمہ کے ہزاروں افراد اللہ کے نام پر ہزاروں جانوروں کا خون بہا کر اللہ کی بارگاہ میں پیش کر کے ابراہیمی و اسمٰعیلی قربانی کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ اس کا مقصد صرف خون بہانا اور گوشت خوری نہیں بلکہ تقویٰ کا حصول ہے۔ فرمان رب تعالیٰ ہے۔

لن ینال اللہ لحومہا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی منکم (القرآن) یعنی رب تعالیٰ کو قربانی کے گوشت اور خون کی ضرورت نہیں اسے صرف تمہارے تقویٰ کی ضرورت ہے کہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔

---

[۱] احتیاط اسی میں ہے کہ مستحقوں کے حوالے کر دے، وہ جیسے چاہیں خود کر لیں، خود نہ بیچیں۔ ۱۲۔ زبیدی

احکامِ عید

۱۔ عید کے دن صبح نہا دھو کر حسبِ استطاعت نئے یا دھلے کپڑے پہننا سنت ہے۔

۲۔ جب آفتاب نیزہ بھر بلند ہو جائے تو نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور سورج کے زوال تک[1] رہتا ہے۔

۳۔ عید الفطر کے روز چونکہ عبادت سے متعلق نماز کے بعد کوئی اہم کام نہیں ہوتا اس لیے نمازِ عید ذرا دیر کر کے پڑھی جا سکتی ہے بخلاف عید الاضحیٰ کے کہ نماز کے بعد لوگوں نے قربانی دینا ہوتی ہے اس لیے نماز ذرا جلدی پڑھ لینی چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی الحویرث رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب الی عمرو بن حزم[2] بنجران ان عجل الاضحی واخر الفطر وذکر الناس (رواہ الشافعی۔ مشکوٰۃ ص ۱۲۷)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران میں حضرت عمرو بن حزمؓ کو لکھا کہ عید الاضحیٰ کی نماز جلد ادا کرو اور عید الفطر کی نماز مؤخر کر کے ادا کرو اور لوگوں کو وعظ نصیحت کرو۔

۴۔ عید کی نماز شہر سے باہر کھلی جگہ ادا کرنا سنت ہے مجبوری کی صورت میں مسجد میں بھی پڑھی جا سکتی ہے، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک دفعہ بارش کی وجہ سے نماز مسجد میں پڑھائی تھی (مشکوٰۃ ص ۱۲۶)

۵۔ اگر جمعہ کے دن عید ہو جائے تو تمام لوگوں کو جمعہ کے لیے حاضر ہونا ضروری نہیں البتہ امام جامع مسجد میں جمعہ پڑھائے۔ (الحدیث)

۶۔ عہد نبوی میں عیدگاہ میں منبر نہیں لے جاتا تھا اس لیے عیدگاہ میں منبر لے جانا یا بنا کر اس پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا خلاف سنت ہے۔

۷۔ عید الاضحیٰ کے روز عیدگاہ کو جانے سے قبل آنحضرت کوئی چیز تناول نہ فرماتے واپس آ کر کھاتے اور قربانی کے گوشت سے کھانے کی ابتدا کرنا افضل ہے۔

۸۔ عیدگاہ کو آتے جاتے راستہ بدلنا بھی مسنون ہے۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم عید خالف الطریق (بخاری۔ مشکوٰۃ ص ۱۲۶)

۹۔ عیدگاہ میں نماز عید سے پہلے یا بعد نوافل پڑھنا ثابت نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور

[1] مگر زوال تک جانا ثابت نہیں ہے طلوع آفتاب کے بعد کراہت کا وقت جانے کے بعد پڑھنا افضل ہے خاص کر نماز عید قربان ۱۲ زبیدی

[2] ھذا مرسل وابو الحویرث سیئ الحفظ ولم یلق احدا من الصحابۃ۔ ۱۲۔ زبیدی۔

صحابہؓ نے کبھی نہیں پڑھے۔

عن ابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی یوم الفطر رکعتین لم یصل قبلھما ولا بعدھا۔ (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ ص ۱۲۵)

۱۰۔ نمازِ اشراق کا حکم۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز نماز سے پہلے اور بعد کوئی نفل ادا نہیں کیے۔ نمازِ اشراق بھی نفلی نماز ہے۔ آدمی ہر روز اشراق پڑھ سکتا ہے لیکن مذکورہ بالا حدیث کی رُو سے صرف عید کے روز نہیں پڑھ سکتا۔ [1]

۱۱۔ اذان اور اقامت کا حکم۔ نمازِ عید اقامت اور اذان کے بغیر ادا کی جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عید کے لیے اذان اور اقامت کا ثبوت نہیں ملتا۔

عن جابر بن سمرۃؓ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العیدین من غیر مرۃ ولا مرتین بغیر اذان ولا اقامۃ (مسلم۔ مشکوٰۃ ص۱۲۵)

۱۲۔ عید کا خطبہ۔ عیدین کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے جس کا سننا ہر نمازی پر لازم اور ضروری ہے۔

(۱) سئل ابن عباسؓ اشھدت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العید قال نعم خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ثم خطب (بخاری ص۱۳۳ ج۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا کہ آپ نے آنحضرت کی معیت میں عید کی نماز ادا کی ہے جواب دیا ہاں! آپؐ آئے نماز پڑھائی اس کے بعد خطبہ دیا۔

(۲) عن ابن عباسؓ قال شھدت العید مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر وعثمان فکلھم کانوا یصلون قبل الخطبۃ۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اور آپؐ کے بعد خلفائے ثلاثہ نماز کے بعد خطبہ دیا کرتے تھے۔

(ف) ان دونوں روایتوں سے واضح ہو گیا کہ نماز کے بعد خطبہ دینا سنت نبوی ہے۔ اور خلفائے ثلاثہ کا عمل بھی اس پر ہے اور نماز سے پہلے خطبہ دینا تقریر کرنا خلاف سنت اور بدعت ہے۔

؎ خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

۱۳۔ نمازِ عید کی نیت۔ کسی بھی نیک کام کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نیت کے الفاظ ادا کرنا ثابت نہیں۔ لہٰذا زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے اور ارادہ کے لیے کوئی شخص الفاظ ادا نہیں کیا کرتا۔ کام میں لگ

[1] [illegible] ۱۲ زبیدی

جانا اور اس کا شروع کر دینا ہی نیت اور ارادہ ہے۔ (کذا قال عبدالحی لکھنوی)

۱۴۔ اگر کوئی شخص دیر سے عید گاہ پہنچا اور جماعت کو نہ مل سکا تو علیحدہ دو رکعت نماز عید ادا کرے۔

۱۵۔ عورتوں کی عید گاہ میں حاضری۔ عورتوں کے لیے بھی عید گاہ میں حاضر ہونا اتنا ضروری ہے جتنا مردوں کے لیے۔ حائضہ اگرچہ نماز نہیں پڑھ سکتی مگر انھیں بھی حکم تھا کہ وہ بھی عید گاہ میں آکر مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں۔ ان کے عید گاہ میں آنے کے متعلق آنحضرتؐ نے اس قدر تشدید کی کہ ایک عورت کو کہنا پڑا کہ اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟ اس کا مقصد تھا کہ شاید مجبوری کی وجہ سے اسے گھر رہنے کی اجازت مل جائے مگر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ اپنی سہیلی کی چادر میں لپٹ کر آجائے خواہ کچھ ہو جائے عورتوں کو بھی عید گاہ میں ضرور آنا ہوگا۔

بخاری شریف جس کے اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہونے پر علمائے امت کا اتفاق ہے اس میں ہے۔

عن ام عطیۃ رضی قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین و ذوات الخدور فیشھدن جماعۃ المسلمین و دعوتھم و تعتزل الحیض عن مصلاھن قالت امراۃ یا رسول اللہ احدانا لیس لھا جلباب قال لتلبسھا صاحبتھا من جلبابھا (متفق علیہ۔ مشکوۃ ص ۱۲۶)

مفہوم پہلے گزر چکا ہے۔

(ف) اس قسم کی واضح روایات کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی شخص عورتوں کی عید گاہ میں حاضری کو ناجائز سمجھتے ہوئے روکے تو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنتِ نبوی علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام پر عمل کرنے کی توفیق دیں آمین

؎ راہِ سنت پہ چلا جا تو لے سالک بے دھڑک
جنت الفردوس کو جاتی ہے سیدھی یہ سڑک

تکبیراتِ عید کی تعداد

عیدین کی دونوں رکعتوں میں کل بارہ تکبیریں قرأت سے پہلے ہیں۔ پہلی رکعت میں دعاء ثناء کے بعد اور الحمد سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے پانچ تکبیریں۔

۱۔ عن کثیر بن عبد اللہ عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کبر فی

العیدین فی الاولی سبعا قبل القراءۃ وفی الاخرۃ خمسا قبل القراءۃ (رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی مشکوٰۃ ص ۱۲۶)

۲- عن جعفر بن محمد مرسلا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر کبروا فی العیدین والاستسقاء سبعا وخمسا وصلوا قبل الخطبۃ وجھروا بالقراءۃ (مشکوٰۃ ص ۱۲۶)

نمازِ عید کا طریقہ

عید کی دو رکعتیں ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد دعاء ثنا پڑھیں اس کے بعد امام پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہے اور ساتھ ساتھ مقتدی بھی کہیں۔ تکبیروں کے دوران کچھ نہیں پڑھنا چاہیے اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد امام پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ یا سورۃ الاعلیٰ تلاوت کرے اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقون یا سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث میں اسی طرح منقول ہے۔

سورتوں کی تلاوت کے بعد نماز مکمل ہوگی۔ نماز کے بعد امام صاحب مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہو کر خطبہ دیں۔ عربی میں خطبہ دینا ضروری نہیں بلکہ خطیب کو وہ زبان بولنی چاہیے جسے سامعین آسانی سے سمجھ سکیں۔ صدق اللہ العظیم

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی

چند اہم تصنیفات

تاریخ دعوت عزیمت اول، دوم، سوم کامل سیٹ	۲/، روپے	نقوش اقبال	۱۵/- روپے
پرانے چراغ	۲۴/- "	اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش	۱۶/- "
انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر	۲۰/- "	مغرب سے صاف صاف باتیں	۱۰/- "
کاروان مدینہ	۱۲/- "	منصب نبوت	۱۸/- "

آج ہی منگوائیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

مجلس نشریات اسلام۔ ناظم آباد ۱؎، کراچی ۱۸

اسلامی اکادمی۔ اردو بازار۔ لاہور